حج

حجۃ الاسلام سید حسین مہدی حسینی

اسلام دشمن دنیانے کبھی یہ باور کرایا تھا کہ دین دنیاوی ترقی اور فکری ارتقاء کی راہ میں گامزن افراد کے لئے افیون ہے۔ لہٰذا دنیاوی تحقیق کی راہ میں مصروف عمل افراد دین سے بیزاری کو اپنے لئے طرۂ امتیاز تصور کر رہے تھے، لیکن اب حقیقت بالکل برعکس ہے، کل تک جو دین کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے آج وہی لوگ مذہب کی گھنی چھاؤں میں مضطرب زندگی کے لئے امان ڈھونڈ رہے ہیں۔

کل کے شوروی کی شکست وریخت اور آج کے عالمی اقتصاد کی بگڑتی صورت حال سے رہائی کے لئے چارہ گروں کا اسلامی اقتصاد کے اصولوں کی تلاش وتحقیق کرنا اس کی زندہ مثال ہے۔

عصر حاضر میں ہزاروں اسلامی احکام کے عقلی وفلسفی رخ ہمارے سامنے آچکے ہیں اور اگر انسانی تلاش وجستجو یوں ہی مائل پرواز رہی تو وہ دن دور نہیں کہ کرۂ ارض پر بسنے والے اسلام کے اصولوں کو رمز بقاء تصور کرتے ہوئے گلے سے لگانے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔

حج بھی اسلامی احکام کی ایک معنی خیز عبادت ہے جسے بدنصیبی سے ایک بے روح وبے جان فریضہ کی طرح سے انجام دیا جارہا ہے، اس کے مادی ومعنوی فوائد کے چھپانے میں بھی استعمار کی کوشش اور ہماری خودفراموشی کا خاصا دخل ہے۔

ادھر چند برسوں سے انقلاب اسلامی کے پیہم تذکرات نے لوگوں میں کسی حد تک حج کی اہمیت کو اجاگر کردیا ہے لہٰذا باشعور مذہبی دنیا بھی قدرے اس عالمی ''پلیٹ فارم'' کو درک کرنے لگی ہے۔

اگر حج کو اس کے حقیقی اسرار کی روشنی میں انجام دیا جاتا تو آج یہ ایک بے روح عبادت نہیں ہوتا بلکہ اس کے زیر سایہ نہ جانے کتنے معاشی ، تجارتی ، سیاسی ، جغرافیائی اور عالمی مشکل مسائل حل کئے جاسکتے تھے۔

مگر...اے بسا آرزو کے خاک شدہ، حج مسیحائی کیا کرے گا۔ خود اپنے وجود حقیقی کے اظہار کے لئے کسی چارہ ساز کا منتظر ہے: ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ایسی سہولت فراہم کی جائے جس سے ہر طبقہ کے افراد اس سعادت سے ہمکنار ہوسکیں۔ لیکن اس کے برخلاف آج حج کی ادائیگی گراں ترین

عبادت قرار پاچکی ہے، حجاج کرام کو سہولت فراہم کرنے کے بجائے طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا کیا جارہا ہے ۔مثلاً:

حج ویزہ پر جانے والوں کا ہوائی ٹکٹ عام ویزوں پر جانے والوں کے ٹکٹ سے دگنا ہوا کرتا ہے۔

حج کے زمانہ میں حرمین شریفین میں سامان خورد ونوش ،ضروریات زندگی اور وسائل حمل ونقل گراں کردئے جاتے ہیں۔

حجاج کرام کے لئے مکانات ہوں یا ہوٹل ان کے کرائے آسمان سے بات کرتے ہیں۔

درانحالیکہ سرزمین مکہ قرآنی نقطہ نظر سے کسی خاص فرد وجماعت کی ملکیت نہیں ہے، اس زمین پر سب کا حق برابر کا ہے۔

ارشاد باری ہے:

ان الّذین کفروا ویصدون عن سبیل اللّٰہ والمسجد الحرام الذی جعلنا ہ للنّاس سواء العاکف فیہ والباد۔

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو راہ خدا اور مسجد الحرام سے روک رہے ہیں جسے ہم نے تمام انسانوں کیلئے بنایا ہے جس میں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق برابر ہیں۔[۱]

جب سرزمین مکہ وقف عام ہے تو حجاج کرام کی خدمت کا شرف بھی کسی خاص جماعت وگروہ سے مخصوص نہیں ہونا چاہئے بلکہ سارے اسلامی ملکوں کو باری باری خانہ خدا کے مہمانوں کی میز بانی کا شرف ملنا چاہئے ۔ بلکہ ہم ہندوستانیوں کو بھی اس میزبانی کے لئے کوشش کرنا چاہئے چونکہ ہندوستان میں ہماری تعداد دنیا کے بڑے سے بڑے پر جمعیت ملک کی آبادی سے اگر زاید نہیں ہے تو شاید کم بھی نہیں ہے۔

آیۂ مبارک ''سواء'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کبار مفسرین کا متفقہ بیان ہے:

۱۔ علقمہ بن نضلہ کی روایت ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام ﷺ اور خلیفہ اول ودوم کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی زمین افتادہ تھی (کوئی مالک نہیں تھا)اگر کوئی چاہے تو خود رہے یا کسی دوسرے کو آباد کرے۔[۲]

اسی آیۂ کریمہ کے ذیل میں عبد اللہ بن عمر کی روایت ہے کہ مکہ کے مکانوں کو نہ بیچا جاسکتا ہے اور نہ کرائے پر اٹھایا جاسکتا ہے۔[۳]

۳۔ دوسری حدیث میں عبد اللہ بن عمر کا بیان ہے:

جس نے مکہ کے گھروں کا کرایہ استعمال کیا اس نے اپنے پیٹ میں آگ بھری۔ ۴

۴۔ مجاہد کی روایت ہے کہ

خلیفہ ثانی نے اہل مکہ کو اپنے گھروں کے دروازے کھلے رکھنے کا حکم دیا تھا اور دروازے لگانے سے منع کیا تھا تاکہ حجاج کرام جہاں چاہیں ٹھہر سکیں۔ ۵

۵۔ امام فخر الدین رازی نے لکھا: قتادہ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ مکہ کے مکانات کا کرایہ لینا یا اس کو بیچنا حرام ہے۔

ابن عمر، عمر بن عبد العزیز، امام ابوحنیفہ اور اسحاق حنظلی کا بھی یہی نظریہ ہے۔ امام احمد حنبل بھی فرماتے ہیں کہ کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا ہے۔ ۶

۶۔ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام نے اپنے گورنر قثم بن عباس کو لکھا:

اہل مکہ سے کہو کہ مکانات کا کرایہ نہ لیں چونکہ پروردگار عالم نے مکہ کو مقیم اور باہر والوں کے لئے برابر قرار دیا ہے۔ پھر حضرت نے اسی آیۂ کریمہ ''سواء العاکف فیه والباد'' کی تلاوت فرمائی۔ ۷

اطلاع کے مطابق اس سال حاجیوں کی تعداد بیس لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اتنی بڑی تعداد ہر سال بے شمار مسلمانوں کے مسائل کو حل کرسکتی ہے۔

اگر منصوبہ کے تحت ہر حاجی سے تیس ریال سعودی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی خاطر جمع کئے جائیں تو صرف زمانہ حج میں چھ کروڑ ریال سعودی تقریباً ۸۷ کروڑ روپے کے مساوی رقم جمع ہوسکتی ہے اور اگر اس رقم سے مسلم آبادی کے تناسب کا جائزہ لیکر چھوٹے بڑے، تعلیمی مراکز قائم کئے جائیں تو دیکھتے دیکھتے اسلام دنیا کی غنی ترین تہذیب کا آئینہ دار بن کر ابھر جائے گا۔ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے لئے شاید پانچ سو معیاری دانشگاہیں نہیں ہیں۔

حج کے مادی فوائد نہ روح حج کو متاثر کرتے ہیں اور نہ شرعاً معیوب ہیں۔

چونکہ قرآن حکیم نے جس وقت حضرت ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کو اس آفاقی بندگی کا حکم دیا تو فرمایا تھا:

واذّن فی النّاس بالحج یاتوک رجالاًوعلی کل ضامریاتین من کل فجٍ عمیق۔ لیشھدوا منافع لھم....

آپ لوگوں کو حج کے لئے دعوت دیں تا کہ لوگ آپ کی طرف دور ودراز مقامات سے پیدل اور ناقوں پر سوار ہو کر آئیں اور ان فائدوں کو دیکھیں جو ان کے لئے یہاں رکھے گئے ہیں۔

آیۂ مبارکہ کے اس انداز نے حج کے معنوی پہلو کے ساتھ ساتھ مادی پہلو کو بھی اجاگر کر دیا، سرزمین مکہ کو اللہ نے صرف مناسک کے لئے محدود نہیں کیا ہے بلکہ حجاج کرام کے لئے ہر طرف کے فائدے، خواہ اقتصادی ہوں یا سماجی، ملکی ہوں یا عالمی، فردی ہوں یا اجتماعی مہیا کرر کھے ہیں۔

عالمی سازش ہی کا نتیجہ ہے کہ حج کے تمام فائدے کھل کر سامنے نہیں آرہے ہیں جب کہ روایات میں حج کے اقتصادی پہلوؤں کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

لہٰذا جس وقت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہشام بن حکم نے لیس علیکم جناح ان تبتغو فضلا من ربکم کی تفسیر معلوم کی تو حضرتؑ نے فرمایا:

جب حاجی احرام اتار دے اور مناسک پورا کر لے تو اسی زمانہ حج میں سامان تجارت کی خرید وفروخت کرے۔ ۸

امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں حج کے زمانہ میں لوگ بازار عکاظ اور ذوالمجاز میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔لیکن جب اسلام آیا تو لوگوں نے اسے ترک کر دیا لیکن قرآن کی آیت لیس علیکم جناح ان تبتغو فضلا من ربکم نے نازل ہو کر اس عمل کو ہمیشہ کی طرح جاری رکھا۔ ۹

ہر حاجی اس حقیقت کا شاہد ہے کہ حرم خدا اور رسول ﷺ میں فروخت ہونے والے سامان غیر اسلامی ملکوں کی مصنوعات ہیں اور اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خرید وفروخت کے اعتبار سے حرمین دنیا کی ایک بڑی منڈی ہے۔کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک ایسا کارخانہ تاسیس کیا جائے جس کی مصنوعات سے حرمین کی دکانوں کو آراستہ کیا جاسکے، اور سامان فروخت میں ایسی چیزیں بھی ہونا چاہئیں جو حج کی واپسی پر حاجی کے پورے خاندان کو دیں سے قریب کرنے کا ذریعہ ہوں؟

ایسے کارخانوں کی تاسیس سے پڑھے لکھے اہل فن اور مزدور پیشہ عوام دونوں ہی کی بے روزگاری کا سدباب ہوجائے گا اور اسلام کی صولت رفتہ رفتہ بحال ہونا شروع ہوجائے گی۔ یہ خیال غلط ہے کہ حج صرف عبادی رخ رکھتا ہے اس لئے اس زمانہ حج میں سماجی ، فلاحی، تجاری امور پر بحث کرنا روح حج کے منافی ہے۔

دنیا نے دیکھا چند ماہ قبل G-20 کانفرنس میں سوا کھرب کی رقم اکٹھا کر کے عالمی معیشت کو زبوں حالی سے بچانے کی کوشش کی گئی۔

کیا خانہ خدا میں بھی اسلامی سربراہان مملکت اور عالمی دانشوروں کی ایک ایسی کانفرنس نہیں ہوسکتی ہے جو ترقی پذیر اسلامی ملکوں کو مضبوط اور محروم ملکوں کو خود کفیل بنا سکے؟

روایات نے زمانۂ حج میں ایسے اجتماعات کا ذکر کیا ہے لہٰذا جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہشام بن حکم نے اسرار حج سے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

اللہ نے بندوں کو پیدا کرنے کے بعد ان کی دنیا وآخرت کی بھلائی کے پیش نظر احکام دین کی بجا آوری کا حکم دیا۔ انہیں احکام میں سے ایک حکم زمانۂ حج میں مشرق ومغرب کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونا ہے تاکہ مسلمان ایک دوسرے سے آشنا ہوکر باہمی مسائل سے باخبر ہوسکیں۔ اور مال تجارت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرسکیں۔

اس اجتماع کی بدولت حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے ارشادات سے آشنا ہوں گے اور اسے یاد رکھیں گے۔[۱۰]

مگر بقول اقبالؔ

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسمان نے ہم کو دے مارا

اللھم ارزقنی حج بیتک الحرام

سلسلہ فروعات میں حج ایک ایسی جامع عبادت ہے جس کی برابری دوسرے فروعات سے نہیں کی جاسکتی ہے۔

ایک نمازی یا روزہ دار جب روزہ رکھتا ہے یا نماز پڑھتا ہے تو اس کی عبادت ایک محدود جگہ وماحول کی سلامتی وعافیت کی نشاندہی کرتی ہے لیکن حج کرۂ ارض کی سلامتی وسعادت کے پیغامبر کی حیثیت رکھتا ہے۔

اگر کسی نے دعا کی 'رب الجعلنی مقیم الصلوۃ' تو اس کی یہ دعا اس کی ذات تک محدود

مخصوص ہوتی ہے لیکن دعائے حج عالم بشیریت کے لئے پیغام امن وسلامتی لاتی ہے۔

زمین کو گہوارہ امن وعافیت اور رشک جنت اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب اس پر بسنے والا ہر فرد، بیماریوں سے محفوظ ، اس کے خاندان والے معیشت کے فشار سے آزاد، دوست واحباب فراخ زندگی سے سرشار، معاشرہ ، دینی چہل پہل سے گلزار،اپنا ملک داخلی انتشار واختلاف سے محفوظ، حکومت مستحکم اور ہمسایہ ممالک بھی اسی طرح کی نعمتوں سے بہرہ مند ہورہے ہوں۔ یہ ساری باتیں دعائے حج کے اندر چھپی ہوئی ہیں۔

ظاہر ہے حج، واجب ہو یا مستحب انسان اسی وقت انجام دے پاسکتا ہے جب وہ خود جسمانی اعتبار سے صحت مند ہو۔ مصارف حج کی استطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال کے نفقہ اور ضروریات زندگی کے بقدر ذرائع اخراجات بھی رکھتا ہو۔

جس علاقہ میں زندگی گذاررہا ہے وہ بھی محفوظ ہو تا کہ اس کی عدم موجودگی میں افراد خاندان کی جان ومال وعزت وآبرو کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

ملکی معیشت بھی مضبوط ہو تا کہ زرمبادلہ سے ملک کے اقتصاد کو ضرب نہ لگ رہی ہو۔

عصر حاضر میں انفرادی حج تقریباً ناممکن ہے بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو پہلی بار حج کرنے جارہے ہیں ۔ ایسی صورت حال میں 'اللهم ارزقنی حج بیتک الحرام' کا زبان سے جاری کرنا فقط شخصی حج کی تمنا نہیں ہے بلکہ اپنی استطاعت وتوفیق کے ساتھ ساتھ ایک متمول ، دیندار، خوشحال، خداشناس ، معاشرہ کی تشکیل کی تمنا بھی ہے،ظاہر ہے مومن معاشرہ کی تشکیل کے لئے جن لوازمات کی ضرورت ہوتی ہے لاشعوری طور سے اس کی بھی بارگاہ خدا میں التجا ہے تا کہ بہ شکل کارواں مناسک حج کو ادا کرسکے۔

یہ طے ہے کہ زمین کا کوئی خطہ مسلمانوں کے وجود سے خالی نہیں ہے۔تو اس کے معنی ہیں کہ تمنائے حج پورے کرۂ ارض کی سلامتی وعافیت کا نام ہے۔

بلاشبہ یہ کہاجاسکتا ہے کہ فروع دین میں صرف اورصرف حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں انفرادی ، اجتماعی، معاشی ، ملکی اور غیر ملکی بلکہ کرۂ ارض پر بسنے والے بنی نوع انسانی کی سلامتی وعافیت کا پہلو مضمر ہے۔

حج کے معنوی اثرات

سرزمین مکہ ہو یا اعمال حج ، اسرار ہی اسرار ہیں، عقل سوال کرتی ہے احرام کیوں ؟ تلبیہ کیوں؟ بوسۂ حجر اسود کیوں؟ یہ کیوں وہ کیوں ؟

کچھ کیوں کے جواب ، کلام معصومین علیہم السلام میں پائے جاتے ہیں اور کچھ صبح ظہور تک تشنۂ جواب رہ جائیں گے۔

جو مل چکے ہیں وہی نظام تکوین کو دم بخود کئے ہوئے ہیں اور ارباب تحقیق سے اقرار لے رہے ہیں کہ کائنات کا خالق ،حکیم بھی ہے اور موثر بھی۔

عقل جب تحقیق کی دنیا میں گھٹنیوں چل رہی تھی اس وقت یہ راز کھل چکا تھا کہ خانہ کعبہ جس نقطۂ زمین پر واقع ہے پوری زمین اس جگہ سے پھیلائی گئی ہے۔ گویا خانۂ کعبہ کرۂ زمین کے لئے قلب ،کی حیثیت رکھتا ہے یہ ہے اول بیت کا مفہوم ۔ [۱۱]

کون نہیں جانتا کہ پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے اور حرارت نار سے سلگ اٹھتا ہے لیکن عقل بشر حیرت زدہ ہے کہ ’’حجر اسود‘‘ دنیا کا واحد پتھر ہے جو نہ آگ سے گرم ہوتا اور نہ پانی میں ڈوبتا۔ جس کا تجربہ کیا جاچکا ہے۔ [۱۲]

خانہ کعبہ کی شکل۔ جنت کے دروازوں کی سمت بتاتی ہے لہٰذا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : رکن یمانی وہ جگہ ہے جس کے محاذات میں جنت کا وہ دروازہ ہے جس سے ہم آل محمد علیہم السلام وارد جنت ہوں گے۔ [۱۳]

حج ۔معنوی تبدیلی اور روحانی تسلط کا نام ہے۔صرف سرزمین نور پر پہنچ جانے کا نام حج نہیں ہے بلکہ ان تفکرات کے احیاء کا نام ہے جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور شبلی کی گفتگو میں سامنے آیا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

شبلی ! قبل احرام غسل کا حکم ہے پانی سے غسل حقیقت حج نہیں ہے بلکہ بارگاہ خدا میں آب توبہ وندامت سے غسل کرنے کا نام حقیقی غسل ہے۔

بے سلے احرام کا مفہوم ، گناہوں سے دوری ، شک وشبہ سے رہائی، ریا و دکھاوے سے

بیزاری ہے۔

تلبیہ درحقیقت بندہ کا خدا کے حضور میں اعلان وعہد ہے کہ آج کے بعد سے اس نے اپنے اوپر سے پھر ہر اس چیز کو حرام کردیا جس کو خداوند متعال نے حرام کیا تھا اور ہر اس شخص سے عہد وپیمان توڑلیا جو رضائے خدا کے علاوہ تھا۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ اس بات کا عزم وعہد ہے کہ آئندہ کسی کی غیبت وعیب جوئی نہیں کرے گا۔

طواف وسعی کے وقت ذہن میں یہ نکتہ ہونا چاہئے کہ نفس امارہ کے مکروکید اور شیطان کے اغواء سے بھاگ کر بیت الٰہی میں پناہ گزین ہوا ہے۔

حجر اسود کو بوسہ صفات الٰہیہ سے قربت ہے اور مقام ابراہیم کے روبرو مادیت کو پس پشت قرار دینے کا نام ہے اور پھر اسی مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز، منکر سجدہ، ابلیس کی شکست اور بندگی کی برتری کا اعلان ہے۔ [۱۴]

اگر ان تصورات واسرار کو جانے بغیر حاجی مکہ کی سرزمین سے پلٹ آیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا: '' یہ چیخ وپکار کرنے والوں کی بھیڑ ہے اس میں ندائے خلیل پر لبیک کرنے والے تھوڑے ہیں۔''

حوالے:

۱۔سورہ حج، آیت ۲۵

۲۔وقدر روی علقمة بن نضلة قال: توفی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وابوبکر وعمر ومانری رباع مکة الا السوائب۔ احکام القرآن، ج ۳۔ص ۱۲۷۶ط دار احیاء اثرات بیروت مولفہ ابوبکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ

۳۔ولایحل بیع دور مکه ولاکرائها ۔تفسیر ابن کثیر، ج ۳،ص ۲۲۶ط قاہرہ درمنثور، ج ۴،ص ۳۵ بیروت

۴۔ من اکل کراء بیوت مکه اکل نارا۔تفسیر بن کثیر، ج ۳،ص ۲۲۶ط قاہرہ؛تفسیر درمنثور، ج ۴،ص ۳۵بیروت

۵۔یااهل مکة لاتتخذوالدورکم ابو ابالابادی حیث یشاء ۔تفسیر ابن کثیر، ج ۳،ص ۲۲۶؛ فتح الباری شرح بخاری، ج ۳،ص ۳۵۳،احیاء التراث، بیروت

۶۔ان کراء دورمکة وبیعها حرام، واحتجوا علیه بالایة والخبر۔تفسیر کبیر، ج ۲۳،ص ۲۴ط وتفسیر کثیر

۷۔ مراهل مکة ان لایاخذوا من ساکن اجر فان اللّٰه سبحانه یقول سواءًالعاکف فیه والباد العاکف المقیم به والبادی الذی یحج الیه من غیر اهله **مکتوب ۶۷، نہج البلاغہ**

۸۔اذا احل الرجل من احرامه وقضی نسکه فلیشتر ولیبع فی الموسم**نمونہ، ج ۱۴،ص ۸۱؛ احکام القرآن ابن عربی،ص ۱۲۸۱، ج ۳**

۹۔**فتح الباری شرح بخاری، ج ۳،ص ۴۶۸،طبع مصر**

۱۰۔ان اللّٰه خلق الخلق الی ان قال وامرهم بما یکون من امر الطاعة فی الدین ومصلحتهم من امر دنیاهم فجعل فیه الاجتماع من الشرق والغرب لیتعارفوا ولینزع کل قوم من التجارات من بلد ولینتفع بذلک المکاری ولجمال ولتعرف اثار رسول اللّٰه ص وتعرف اخباره ویذکرولاینسی **تفسیر نمونہ، ج ۱۴،۷۹**

۱۱۔المحجة البیضاء ج ۲،ص ۱۵۲

۱۲۔**تائید الحق عبد الفتاح ،ص ۱۲،طبع ۱۲۹۱سنہ ہجری**

۱۳۔المحجة البیضاء، ج ۲،ص ۱۵۴

۱۴۔**مستدرک الوسائل ، ج ۸،باب عودائی منی**